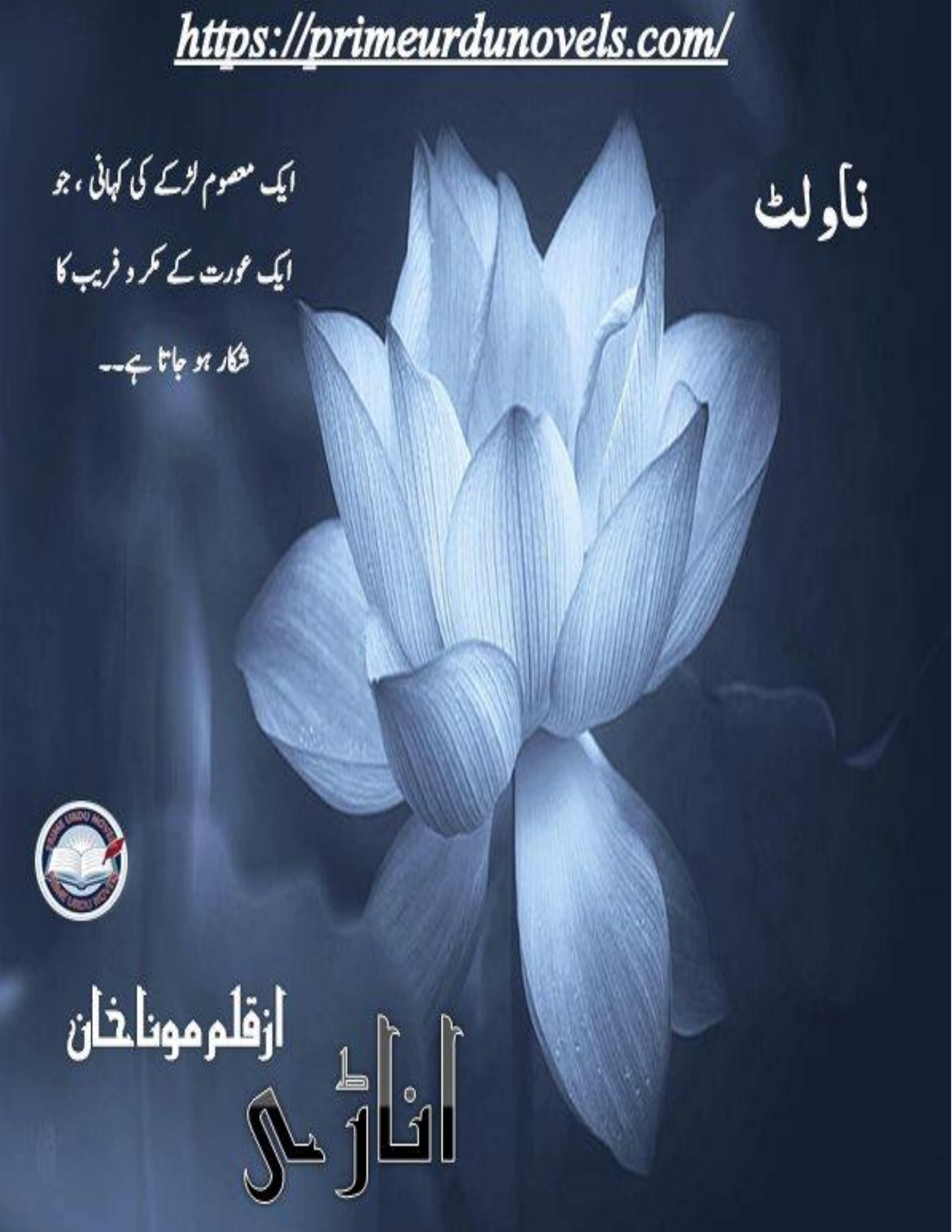
https://primeurdunovels.com/
ناولٹ
ایک معصوم لڑکے کی کہانی ، جو
ایک عورت کے مکر و فریب کا
شکار ہو جاتا ہے۔۔
ازقلم مونا خان
اناڑی

ناولٹ

اناڑی

از قلم مونا خان

عدالتی کمرے میں ظاہرین متفکر چہرہ لیے جج صاحب کو دیکھ رہے تھے جو آنکھوں پر نظر کا چشمہ ٹکائے سامنے رکھی فائلز کو بغور پڑھنے میں مصروف تھے۔۔

ظاہرین کی سامنے والی قطار میں میں ایک عورت بیٹھی دیکھائی دے رہی تھی, جسکے چہرے پر جا بجا زخموں کے مندمل سے نشان تھے ، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اور بے رونق سا چہرا ، پہلی نظر میں دیکھنے پر ہی وہ اس کیس میں وکٹم دیکھائی دیتی تھی۔۔اسکے ساتھ حقوق نسواں ادارے کی چند خواتین تھیں جو بار بار اسکا حوصلہ بندھا رہیں تھیں۔۔

کمرے میں گہری خاموشی چھائی تھی۔صرف پراسیکوٹر وکیل جج کے سامنے تھے جنہیں اب مزکورہ کیس کے آخری دلائل دینے تھے۔۔گلا کھنگھار کر انہوں نے ادھوری بات دوبارہ شروع کی۔۔

"جج صاحب تمام ثبوت آپ کے سامنے ہیں اس لیے میری عدالت سے گزارش ہے کہ اس کیس کو مزید نہ لٹکایا جائے اور مجرم کو کڑی سے کڑی سزا دی جائے " انکا انداز درشتگی بھرا تھا۔۔اور نظریں باہیں جانب کٹھرے میں کھڑے ایک نوجوان پر ٹکیں تھیں۔۔

وہ ایک خوش شکل نوجوان تھا ، جسکے ماتھے پر اس وقت بے شمار بل پڑے نظر آ رہے تھے ، پریشان آنکھیں جج صاب کے آخری فیصلے کی منتظر تھیں جسکی بنا پر اسکی اگلی زندگی طے ہونا تھی۔۔

جج نے فاہلز سے چہرا اٹھا کر پہلے کٹھرے میں کھڑے ملزم کو دیکھا اور پھر اسکے وکیل کو۔۔

"آپ مزید کچھ کہنا چاہیں گے"۔۔جج کا لہجہ فارمل سا تھا، دفاعی وکیل گہری سانس لیتے اپنی کرسی سے اٹھے۔

"ہمارے پاس ایک گواہ ہے یور آنر اگر ہمیں اسے پیش کرنے کا وقت مل جاتا تو۔۔؟"

"اوبجیکشن مائی لارڈ"۔۔پراسیکیوٹر صاب بیچ میں چلائے۔

" یہ عدالت کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔۔اگر کوئی ثبوت ہوتا تو اب تک پیش کر چکے ہوتے"۔۔

"یور آنر۔۔!"۔۔دفاعی وکیل نے آبجیکشن رد کرنا چاہا مگر جج صاب نے ہاتھ فضاء میں بلند کر دیا۔۔

"پراسیکیوٹر درست کہہ رہے ہیں تین ماہ ہو چکے ہیں اس کیس کو ، اب تک آپ سے ایک گواہ پیش نہیں ہو سکا۔اب عدالت مزید کوئی وقت نہیں دے گی"۔۔

انکا انداز حتمی تھا۔۔دفاعی وکیل نے آنکھیں میچ کے اندر اٹھتے وبال پر قابو پایا، وہ بے بس دیکھائی دے رہے تھے ، یہ کیس اب یقینا انکے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔۔

کٹہرے میں کھڑا نوجوان وکیل کی حالت سمجھ سکتا تھا، اس پر دو سنگین الزامات تھے ،اور تمام ثبوت اسکے خلاف ، اس پر الازم لگانے والی تھی اسکی اپنی بیوی۔۔جس سے کبھی اسنے شدید محبت کی تھی ۔۔ مگر اسنے۔۔!!وہ سوچ نہیں سکا بےاختیار ہی آنکھیں میچ ڈالیں۔۔

" اپنی بیوی پر تشدد اور اپنے بچوں کے قتل کے جرم میں آپ کو گرفتار کیا جاتا ہے"۔۔

تین ماہ پہلے کا منظر اسکی آنکھوں کے سامنے سے گرزا توچہرے پر اپنے آپ ہی نفرت پھیل گئ۔۔

عدالتی کمرے میں جج کی بلند آواز گونج رہی تھی۔۔

"تمام گواہوں اور ثبوتوں کی بنا پر یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کے"۔۔۔

(مظلوم لڑکی کی نظریں بھی بے اختیار اپنے مجرم پر جا ٹھہریں۔۔اسکی نظروں میں کاٹ تھی ایک گہری کاٹ جو مجرم کو جلا دینا چاہتی تھی)

" ملزم وجدان مصطفی نے اپنی بیوی پر تشدد کرنے کے بعد اپنے ہی بچوں کو بے رحمی سے قتل کر دیا، اس لیے سیکشن تین سو دو کے تحت یہ عدالت مجرم کو سزائے۔۔!"

"ایک منٹ جج صاب"۔۔اس سے پہلے جج جملہ مکمل کرتے ایک نسوانی آواز نے ماحول میں ارتعاش پیدا کیا۔۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس)اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSESSION

جج صاب کے ساتھ تمام ظاہرین بھی اسکی جانب مڑ گے ، وہ لڑکی تیز قدم اٹھاتے جج کے چبوترے کے سامنے آ رکی۔۔

عدالتی کمرے کا ماحول ایک اسکے آنے سے یک دم بدل گیا ، پراسکیوشن میں کھل بلی سی مچ گئی اور دفاعی وکیل کے چہرے پر اک نئی امید دوبارہ جمگمگانے لگی ۔۔وہ تیزی سے کھڑے ہوتے اس تک آئے۔۔۔

آنے والی وہ لڑکی اس کیس کا رخ مکمل طور پر بدل چکی تھی۔۔

تین سال پہلے۔۔۔

جمعے کی نماز ادا کرنے کے بعد نمازی مسجد سے باہر نکل رہے تھے ، اس تنگ سی گلی میں اتنا ہجوم صرف جمعے کے دن ہی اکھٹا ہو پاتا تھا ، پورے ہفتے اللہ کو بھول جانے والے جمعے کا فرض تو لازما اتارتے تھے۔۔

ایسے کہیں چہروں میں ایک وہ بھی شامل تھا ، نیلے کرتے میں ملبوس سر پر ٹوپی سجائے اس وقت بے انتہا غصے میں باہر نکلتے نمازیوں کو گھور رہا تھا، یہ تیسری بار تھی کے اسکی جوتیاں کوئی اور لے گیا تھا اور اب اسے مجبورا ننگے پیر ہی گھر جانا تھا۔

کیوں کہ اس کے ابا جی اصول کے بڑے پکے آدمی تھے پہلی بار جوتیاں چوری ہونے پر وہ کسی اور کی پہن گیا تھا اور گھر میں کسی اور کی جوتیاں دیکھ کر ابا نے انہی جوتوں سے اس بے چارے کی

ایسی مرمت کی تھی کے اسے نانی دادای دونوں یاد آ گئیں تھیں اس لیے اب وہ دوبارہ یہ رسک مر کر بھی نہیں لے سکتا تھا۔۔

"مگر اس جوتی چور کے ابا، میرے ابا کی طرح کیوں نہیں ہیں"۔۔اسنے ناک سکوڑ کر سوچا پھر آگے نکل چکے ابا کو دیکھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اب وہ ننگے پیر ہی گھر کی جانب چلنے لگا لیکن ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اسکا غصہ مزید تیز ہوتا جا رہا تھا۔۔

"اس جوتیاں چرانے والے کو خواب میں سانپ نظر آہیں، اللہ کرے وہ اندھا ہو جائے اسے کوے اڑا لے جاہیں اور اسکی بیوی بھینگی نکلے"۔۔دونوں ہاتھ اٹھائے وہ اونچی آواز میں بد دعاہیں دینے لگا۔مقصد صرف دل کی بھڑاس نکالنا تھا (جوتی چور کو تو خیر وہ اگلے جمعے اسی مسجد کے باہر الٹا لٹکانے کا ارادہ رکھتا تھا)۔۔

اسی پلاننگ میں مگن سا وہ چل ہی رہا تھا کے اچانک کہیں سے ایک خوبصورت لڑکی آئی اور ایک زبردست تصادم کے طور پر اسے لیے نیچے گری۔

بس پانچ سیکنڈ میں یہ سارا عمل ہوا، اس بے چارے کو تو سمجھ ہی نہیں آیا کے آخر یہ ہو کیا گیا ہے ۔۔

وہ محترمہ اب اپنی ہرنی جیسی آنکھیں اٹھائے اسے گھور رہیں تھی، اسکے بال گرنے کی وجہ سے چہرے کے دونوں اطراف سے نیچے کی جانب گر رہے تھے۔۔

واللہ وہ لمحہ قیامت تھا اور وجدان مصطفی کو اس وقت وہ گانا یاد آ رہا تھا۔۔

"کالی کالی زلفوں کے پھندے نہ ڈالو ہمیں زندہ رہنے دو اے حسن والو " اس سے پہلے وہ اس کے دو آتشہ حسن کی نظر ہوتا اس نے بے ساختہ ہی ابا کی کل ہی خریدی گئ باٹا کی جوتی یاد آئی ، اور یوں موسیقی کے سارے سُر اسکی آنکھوں کے سامنے ناچنے لگے۔۔

وہ اسے ساہیڈ پر کرتا جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا ، محلے کی مسجد کے سامنے کوئی لڑکی بھلا یوں شریف لڑکے سے ٹکراتی ہے ؟؟

اسکا دل تو کیا ابھی اسی وقت محترمہ کو کھری کھری سنا دے مگر اسکا چہرا اتنا معصوم تھا کے وہ کہتے کہتے رک گیا۔۔

"سوری میں زرا جلدی میں تھی اس لیے آپ سے"۔۔۔جملہ ادھورا چھوڑتے اسنے اپنی سیاہ چادر سے خود کو مکمل طور پر ڈھک لیا۔۔اسکا حلیہ سادا سا تھا ، چہرے پر کوئی بناوٹ نہیں تھی۔۔

اس کے یوں کہنے پر وہ جو برہمی سجائے کھڑا تھا یک دم نرم ہوا۔

"کوئی بات نہیں آپ جا سکتی ہیں"۔۔ساہیڈ پر ہوتے اسے جانے کا راستہ بھی دے دیا، لڑکی نے بس ایک نظر اٹھا کر حیرت سے وجدان کو دیکھا اور سامنے سے ہٹ گئی۔۔

مگر وہ ایک نظر کافی تھی جو وجدان دل کی دنیا میں ایک ہلچل سی مچا گئی تھی وہ بے اختیار ہی میں پیچھے مڑا ، گلی کے آخری سرے پر سے وہ مڑتی ہوئی اوجھل ہو گئی۔۔۔

چند لمحے یوں ہی بے سبب وہ وہیں کھڑا رہا اور پھر سر جھٹکتے گھر کی جانب چل دیا۔۔

یہ وجدان مصطفی کی اس لڑکی کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔۔

نیم سی روشنی اور تیز میوزک میں ڈانس بار کے اندر کا ماحول کافی عجیب سا تھا ، ڈانس فلور کے قریب کاونٹر پر دو لڑکیاں کھڑی دیکھائی دے رہیں تھیں۔۔

ایک کے بال کندھوں سے اوپر تک کٹے تھے تو دوسری نے چہرے کو نقاب سے ڈھک رکھا تھا۔۔وہ کچھ پریشان سی لگتی تھی البتہ دوسری باب کٹ بالوں والی کے لبوں پر گہری جان لیوا مسکراہٹ تھی۔۔۔

"مجھے اچھا نہیں لگ رہا شانزے ، کیا ہم جو کر رہی ہیں وہ ٹھیک ہے"۔۔نقاب والی کی لڑکی متفکر آواز پر شانزے اسکی جانب مڑی۔۔

ہم کچھ غلط نہیں کر رہے نیہا"۔۔اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے نرمی سے مسکرائی ، "ہم بس وہی کر رہے ہیں جو ہمیں کرنا چاہیے"۔۔

"مگر ہم پولیس میں بھی تو جا سکتے ہیں نا مجھے یہ طریقہ درست نہیں لگ رہا"۔۔

"خبردار۔۔!"۔۔شانزے یک دم بھڑک کر چلائی چہرے کی ساری نرمی عنقاء ہو گئی۔۔

"بے وقوف لڑکی بھول کر بھی پولیس کو مت بتانا ورنہ ساری عزت دھول میں مل جائے گی"۔۔

شانزنے نے سرد آواز میں کہتے نیہا کو دونوں شانوں سے تھاما۔۔

تم کیا چاہتی ہو بابا کی ساری عزت خاک میں مل جائے ہاں؟؟"۔۔ سختی لیے وہ اس سے پوچھنے لگی ۔۔نیہا نے بمشکل نفی میں سر ہلایا۔۔

"میں ایسا نہیں چاہتی شانزے"۔۔۔اپنے شانوں پر رکھے شانزے کے ہاتھ اسنے اپنے ہاتھوں میں تھام لیے تھے اس لمحے وہ خود کو بے انتہا کمزور محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"تو پھر جیسا میں کہتی ہوں ویسا ہی تم کرو گی۔۔ سمجھی !!" شانزے کے کہنے پر اسکا سر اثبات میں ہلتا دیکھائی دیا تھا۔۔

"گڈ۔۔۔!"شانزے نے مسکرا کے اپنے ہاتھ اسکی گرفت سے نکالے۔۔اسکی نظریں دروازے پر تھیں جہاں سے تین لڑکے اندر آتے دیکھائی دے رہے تھے۔۔شانزے کی آنکھوں میں چمک بے اختیار ہی بڑھ گئی۔۔

"وہ لوگ آ گئے ہیں ، تم بس انکے پاس جاو گی۔۔۔اور یہ جوس ان میں سے ایک کے کپڑوں پر گروا گی سمجھی"۔۔۔شانزے نے نیہا کے لرزتے ہاتھوں میں جوس کا گلاس تھما دیا۔۔

وہ زبردستی مسکرائی جوس کا گلاس لیے ان تینوں تک آئی ، وہ لڑکے پاس سے گزرنے لگے تو اسنے بڑی آسانی سے ایک پیر کو زرا سا ٹیڑھا کیا ، جسکے نتیجے میں اسکا ہلکا سا بیلنس بگڑا اور جوس گرے شرٹ والے لڑکے پر جا گرا۔۔اسنے احتیاطاً گرنے والی لڑکی کو گرنے سے بچایا تھا۔۔

باقی دو بھی یک دم پلٹ گئے۔۔دور کھڑی شانزے نے متاثرا انداز میں سر دھنا اور کندھے سے لٹکے بیگ سے دو چھوٹی سوئی جیسے انجکیشن نکالے۔۔نیہا اب اس لڑکے سے معذرت کرتی نظر آ رہی تھی ، لڑکا مسکرا کر سر نفی میں ہلاتے کچھ کہہ رہا تھا ، نیہا نے پاس سے گزرتے ویٹر کو روک کر کچھ پوچھا ، ویٹر نے باہیں جانب اشارا کیا تو وہ اس لڑکے کو لیے اس سمت مڑ گئی۔۔شانزے جانتی تھی کے اس

سمت واش رومز تھے۔۔سب کچھ پلان کے مطابق چل رہا تھا، اب بس اسے ان دو لڑکوں کو ٹھکانے لگانا تھا جو اس تیسرے لڑکے کے ساتھ تھے اور شانزے کے لیے یہ بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔۔

ان لڑکوں کو بے ہوشی کے انجیکشن لگانے کے بعد اسنے کلب کے سیٹنگ ایریا میں صوفوں پر چھوڑ دیا اور خود باہر نکل آئی، پارکنگ میں کھڑی گاڑی تک جب وہ پہنچی تو نیہا وہاں پہلے سے ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھی۔۔

"ڈن۔۔۔!"۔۔دونوں نے ایک دوسرے کو انگوٹھا اٹھا کر سب اوکے ہونے کا بتایا، نیہا اس سب میں پہلی بار مسکرائی، پھرتی سے گاڑی پارکنگ سے نکال کر جب وہ سڑک پر آئیں تب شانزے نے پلٹ کر پچھلی سیٹ پر دیکھا۔۔

دانیال حیدر بے ہوشی کی حالت میں بے سدھ پڑا تھا۔۔

نیم تاریکی سے نکلتا ہوا وہ روشنی کی سمت کی جانب بڑھ رہا تھا۔سویا ہوا دماغ اسے شعور کی دنیا میں واپس دھکیل چکا تھا اور پھر اگلے ہی لمحے یک لخت اٹھ بیٹھا۔۔اسکے ساتھ کیا ہوا تھا اسے کچھ یاد نہیں تھا اور اب اٹھنے کے بعد اسنے خود کو ایک اجنبی کمرے میں پایا تھا۔۔

بڑا اور پر آسائش کمرا تھا، ہر چیز مہنگی اور خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔۔خود وہ اس خوبصورت بیڈ پر بیٹھا ہر چیز کو حیرانگی سے دیکھ رہا تھا۔۔

اس سے پہلے وہ اٹھ کر باہر جاتا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت سی لڑکی اندر آتی دیکھائی دی جیسے دیکھتے ہی وہ یک لخت بیڈ سے اترا چہرے کے تاثرات اپنے آپ ہی تن سے گئے۔۔۔

"مجھے یہاں کیوں لائی ہو؟؟"۔۔۔دانیال کا دماغ ہی آوٹ ہو چکا تھا شانزے کی اس کی حرکت پر۔۔

"زیادہ نادان مت بنو جیسے تم جانتے ہی نہیں کے تمہیں یہاں کیوں لایا گیا ہے"۔۔نفرت سے کہتے وہ کاوچ پر آرام سے بیٹھ گئی۔۔

دانیال کے چہرے پر ناپسندیدگی کا تاثر مزید بڑھ گیا۔۔

"تم جو مرضی کر لو ، میں وہ ویڈیوز اور تصاویر تمہیں نہیں دوں گا"۔۔اسکا لہجہ ختمی تھا شانزے نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر جنیز کی جیب سے ایک لیڈیز پستول نکال کر سامنے میز رکھا۔۔

"ویڈیوز تو تمہارا ابا حضور بھی دیں گے تم تو تم ہو"۔۔۔

دانیال کا رنگ اسکی بات پر فق پڑ گیا۔۔وہ اچھے سے جانتا تھا کے شانزے صرف دھمکی دینے والوں میں سے نہیں تھی۔۔

"دیکھو شانزے تم بے مول ہی اس سب میں کود رہی ہو"۔۔دانیال کا لہجہ نارمل تھا مگر نظر پستول پر تھی ، وہ میز سے چند قدم ہی دوری پر تھا جب شانزے نے نفرت بھری نظریں اٹھا کر اسے دیکھا

۔۔

"تم مجھے مت بتاو کے میں کیا کر رہی ہوں کیا نہیں بس وہ ویڈیوز مجھے دو سمجھے"۔۔

اس پہلے وہ پستول واپس اٹھاتی دانیال نے یک دم اچھل کر میز تک آیا اور پھرتی سے پستول اٹھا لیا۔۔

لیکن شانزے بھی کچی کھلاڑی نہیں تھی۔۔اگلے ہی لمحے میں وہ صوفہ سے ہی ٹانگ گھما کر سر پر مار چکی تھی۔۔

دونوں ہی یک بعد دیگر ایک دوسرے پر لمحہ آور تھے۔۔شانزے دانیال سے پستول جھپٹنا چاہتی تھی اور وہ یہاں سے بھاگنا چاہتا تھا۔۔

ہاتھا پائی کے دوران ہی گولی چلنے کی آواز آئی اور ایک گہرا سکوت چھا گیا۔۔

"وجدان اٹھ گیا کے نہیں ؟؟"۔۔ مصطفی صاب باروچی خانے کے دروازے پر آ رکے ، نعیمہ نے توے سے پراٹھا پلٹتے ایک نظر ان پر ڈالی۔۔

"اٹھ گیا ہے اور نماز بھی پڑھ لی ہے۔۔اب تو آپ کا سکوٹر دھو رہا ہو گا"۔۔توے پر پراٹھا سیکھنے کی مہک اس چھوٹے سے گھر کے آنگن میں پھیل چکی تھی۔۔ مصطفی صاب نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر پھر بنا کچھ بولے ہی واپس پلٹ آئے۔۔آجکل انکا سپوت انہیں ڈانٹ لگانے کا ایک موقع بھی فراہم نہیں کر رہا تھا۔۔

اور وہ یہ سوچ کر ہی پریشان تھے کے آخر انکی سب سے بگڑی اولاد سدھر کیسے گئی۔۔

دوسری طرف باروچی خانے میں کھڑی نعیمہ نے پک چکا پراٹھا توے سے اتارا ، اور دوسرا پراٹھا پکنے کو ڈال دیا۔۔

مصطفی پہلی بار یوں بنا کچھ کہے پلٹ گئے تھے ، نہیں تو جب سے وجدان پیدا ہوا تھا ایسا ایک دن نہیں گزرا تھا جب انہیں اس بات کا طعنہ نہ ملا ہو کے انکا سب سے لاڈلا بیٹا ایک نمبر کا اناڑی ہے --

وہ بے چارا تھا بھی تھوڑا بھولا بھالا سا ، بچپن میں جب بچے اسے مارتے تھے تب آرام سے پٹ کر گھر آ جاتا تھا ، بچے اسکے کھولنے توڑ دیتے تھے تو وہ ہنس دیا کرتا تھا ، کوئی کچھ بھی کہے آرام سے مان جاتا تھا ، اتنا سب تو ٹھیک تھا حد تو تب ہوئی جب ایک بچے کے کہنے پر اسنے اپنے کلاس ٹیچر پر گرم ابلتی چائے گرا دی ، مصطفی صاب نے پہلی بار اسے بے حد مارا وہ خاموشی سے پٹتا رہا اور دوسرے دن نعمیہ کے پوچھنے پر اسنے کہا کے ایسا کرنے کے لیے اسے کلاس کے دوسرے بچے نے کہا تھا۔۔
تب سے وہ سمجھ گئیں تھیں کے وجدان نارمل نہیں ہے ، وہ ضرورت سے زیادہ معصوم ہے اسی وجہ سے انہوں اسکا خیال پہلے سے زیادہ رکھنا شروع کر دیا ، مصطفی تو ہمیشہ ہی اسکی حرکتوں سے نالاں تھے ، پڑھائی میں بھی وہ کچھ خاص مہارت نہیں رکھتا تھا اور اسکا بڑا بھائی عبید ہر سال پورے سکول میں اول آتا تھا۔۔
وہ ہر لحاظ سے وجدان سے بہتر تھا ، اور وجدان صرف ایک فلیڈ میں اس سے آگے تھا وہ تھی نشانے بازی کی فیلڈ ، جس میں ہر سال نہ صرف وہ حصہ لیتا بلکے اول بھی آتا ، اب تو اسکا نام پاکستان کے بہترین نشانے بازوں کی لسٹ میں آتا تھا۔۔نعمیہ تو بس اسکی ایک خوبی پر ہی خوش تھیں مگر مصطفی صاب کو یہ خوبی نہیں وقت کا ضیاع لگتا تھا انکی نہ کبھی وجدان سے بنی تھی ، نہ بن سکتی تھی۔۔

اس لیے نعمیہ کے کہنے پر ہی آج کل وجدان ہر وہ کام کر رہا تھا جس سے وہ خوش ہو سکیں اور ان کی یہ کوشش کافی حد تک کامیاب ہو رہی تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد ناشتے کی ٹرے لیے وہ برآمدے میں رکھے اس چکور میز تک آہیں ، ناشتہ میز پر رکھتے ایک کرسی کھینچ کر بیٹھیں ، مصطفی صاب ہر روز کی طرح عینک لگائے اخبار کا مطالعہ کرنے میں مشغول تھے۔۔

"وجدان ناشتہ کر لو بیٹا"۔۔نعیمہ نے وجدان کو پکارتے کیتلی سے چائے کپوں میں انڈیلی ، عبید صبح ہی یونیورسٹی جا چکا تھا ، وجدان کا کالج لیٹ لگتا تھا اس لیے وہ ابھی تیار ہو رہا تھا۔۔

مصطفی صاب نے اخبار نیچے کرتے اپنی چائے کی پیالی اٹھا کر لبوں سے لگائی ، وجدان ٹائی درست کرتا علجت میں میز پر آ بیٹھا۔۔

"کیسا چل رہا ہے کالج؟؟ ۔۔ مصطفی صاب کی نظریں چشمے کے پیچھے سے اسے گھور رہیں تھیں

۔۔وجدان نے جلدی سے ٹائی کی ناٹ کسی۔۔

"اچھا چل رہا ہے ابا"۔۔ بمشکل نظریں جھکائے وہ کہہ پایا تھا ، بھلے ہی آج کل اسے ڈانٹ کم پڑ رہی تھی مگر ابا کا ڈر دل میں ویسا ہی قائم تھا۔۔

"اچھی بات ہے ، ایف ایس سی کرو اور فوج میں اپلائے کرو ، آگے کی پڑھائی ویسے بھی تمہارے بس کی نہیں"۔۔

انکا لہجہ تلخ نہیں تھا مگر فضاء میں یک دم کچھ تلخ سا گھل گیا۔۔

"مگر ابا مجھے تو۔۔؟؟"۔۔

"بس جو کہہ دیا سو کہہ دیا"۔۔اسکی بات کو کاٹتے وہ برہمی سے گویا ہوئے۔۔وجدان نے دوبارہ سے لب واہ کرنے چاہے مگر نعیمہ نے آنکھیں بند کر کھولتے اسے تسلی رکھنے کا اشارہ کیا۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح خاموش ہو کے رہ گیا۔۔باقی کا بچہ ناشتہ خلق سے اتارتے وہ میز سے اٹھ گیا ، صبح صبح ہی اسکا موڈ برباد ہو چکا تھا۔۔

ایک مہینے بعد ہی اس کے امتحان تھے ، اس لیے وہ آج کل حد سے زیادہ مصروف تھا ، اچھے نمبر آ جاتے تو ، شاید ابا اسے بین الاقومی سطح پر نشانے بازی کرنے بھیج دیں ، بس یہی سوچ کر وہ دل و جان سے محنت کر رہا تھا۔

مگر اس سے پہلے ہی کچھ ایسا ہوا تھا جس کی وجہ سے اسکی ساری زندگی بدل گئی تھی۔۔

اس شام موسم کافی خشگوار سا تھا ، دن کو بارش کی وجہ سے گرمی کا روز ٹوٹ گیا اور اس وقت ٹھنڈی ہوائیں چل رہیں تھیں ، اور وجدان اماں کے ساتھ بیٹھا شام کی چائے پینے میں مصروف تھا تب ہی باہر سے شور کی آوازیں سنائی دیں ، وہ دونوں چونکے ، اس سے پہلے کے وہ اٹھ کے باہر جاتے بیرونی گیٹ کھلا اور ابا جلال میں اندر آتے دیکھائی دیئے ، انکے ساتھ عبید بھی تھا جسکا گریبان پکڑے وہ اسے تقریباً گھسیٹ رہے تھے۔۔

نعیمہ کے تو ہاتھ پیر ہی پھول گئے پہلی بار ایسا ہوا تھا کے وہ عبید پر غصہ تھے۔۔

"کیا ہوا ؟؟ آپ عبید کو یوں پکڑ کر کیوں لائے ہیں"۔۔وہ بے چاری حیرانگی سے ان تک گئیں ہی تھیں کے ابا نے عبید کو ایک زبردست جھٹکے سے فرش پر پٹک دیا ، وجدان گھبرا کر اپنی کرسی سے کھڑا ہوا۔۔

"پوچھو اس سے کل رات پڑھائی کے بہانے یہ کہاں تھا ؟؟" اماں کی جانب مڑے ابا دھاڑے اور عبید فرش پر پڑا کراہ رہا تھا۔۔

"کہاں گیا تھا ؟؟" اماں بھاگ کر عبید تک گئیں ۔۔ابا غصے میں اب اپنی چھڑی ڈھونڈنے میں مصروف تھے جو انہیں روم کولر کے اوپر رکھی مل گئی تھی۔۔

اس سے پہلے چھڑی عبید پر برستی اماں ہمیشہ کی طرح ڈھال بن کے سامنے آ گئیں۔۔

"کیا کِیا ہے اسنے آپ کچھ بتاتے کیوں نہیں؟؟" اس وقت وہ ماں تھیں جسے صرف اپنا بچہ بچانا تھا۔۔

"شراب خانے میں بے ہوش پڑا ملا ہے یہ اپنے آوارہ دوست کے ساتھ"۔۔

ایسے انکشاف پر وجدان پہلی بار سکتے میں آیا ، اماں بھی بے یقینی سے منہ کھولے ابا کو تکنے لگیں ، جن کے کندھے بے اختیار ہی ڈھلک گئے۔۔۔پہلی بار انکی آواز کانپ گئی۔۔

"وہ تو اچھا ہوا اے ایس پی میرا شاگرد نکلا اس لیے اسے گھر آنے دیا ، ورنہ جن آوارہ دوستوں کے ساتھ یہ گیا تھا ان میں سے ایک کل سے لاپتہ اور دوسرا جیل میں ، اور اب اس کی وجہ سے مجھے اس عمر میں کورٹ کچہری کے چکر کاٹنے پڑیں گے"۔۔

متورم آنکھیں لیے وہ چکور میز کی ایک کرسی پر آ بیٹھے۔۔

"جس کو اپنے بڑھاپے کا سہارا مان رہا تھا اسنے آج مجھے رسوا کر دیا ، ساری زندگی حرام کا ایک روپیہ بھی جس انسان نے نہیں کمایا اسکا بیٹا حرام کے اڈے پر ملا ، ہائے یہ کیسا ستم ہوا مجھ پر"۔۔ابا دھاڑیں مار کر رونے لگے۔۔وجدان کو پہلی بار اپنے باپ سے ہمدردی محسوس ہوئی۔۔اور لپک کر انکے پاس گیا۔۔انہیں کندھوں سے تھام کر پانی دیا۔۔وہ اس وقت بے حد نڈھال لگ رہے تھے۔۔

اور اماں اب عبید کی جانب مڑی اس سے ساری بات پوچھ رہیں تھیں۔۔

ساری کہانی بس اتنی سی تھی کے کل شام وہ اپنے دوستوں کے کہنے پر انکے ساتھ کلب چلا گیا تھا ، وہاں دانیال کی شرٹ پر جوس گرنے کے بعد ایک اور لڑکی انہیں ملی تھی ، جسنے پتہ نہیں کیسے مگر انہیں بے ہوش کر کے وہیں چھوڑ دیا تھا۔۔۔

دانیال ایک مشہور سیاست دان کا بیٹا تھا اسکا لاپتہ ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔۔

اور اب وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا کے وہ کسی بڑی مصیبت میں پڑ چکا ہے۔۔

۔۔۔۔تین دن بعد۔۔۔

کمرے میں چند افراد صوفوں پر بیٹھے نظر آ رہے تھے ، سب کے چہروں پر فکر مند سی اداسی چھائی تھی ، مصطفی صاب وجدان کے پاس سر جھکائے بیٹھے کافی نحیف سے لگ رہے تھے۔۔

اور خود وجدان ابھرتی ڈوبتی سی کیفیت میں مبتلا تھا۔۔

سامنے والے صوفے پر سفید داڑھی والے مولانا نکاح کے لیے پوچھے جانے والے کلمات پڑھ رہے تھے۔۔

"وجدان علی ، ولد مصطفی علی کیا آپ کو نیہا بنت کمال احسن, عوض ایک لاکھ سکہ رائج الوقت قبول ہے ؟؟ "

وجدان کا دل کیا کے اس سوال پر ابھی اٹھ کر کہیں بھاگ جائے مگر اس کے پیروں میں باپ کی التجاہیں بیڑیوں کی صورت موجود تھیں ، وہ چاہ کر بھی انہیں توڑ نہیں سکتا تھا۔۔

"قبول ہے۔۔!"۔۔اسنے خود کو آرام سے کہتے سنا تھا۔۔مولوی صاب دوبارہ کلمات دوہرانے لگے اور اسے یاد آیا پرسوں شام کا وہ منظر جب وہ ابا اور عبید کے ساتھ پولیس اسٹیشن سے لوٹا تھا۔۔

ابا کی حالت ایک ہی چکر میں خراب ہو چکی تھی ، اے ایس پی اگر ابا کا شاگرد نہ ہوتا تو عبید کو کبھی بھی ان کے ساتھ گھر نہ آنے دیتا ، کیوں کے جس رات دانیال حیدر کا اغوا ہوا تھا اس رات وہ اسکے ساتھ تھا۔۔

اسکے دوسرے دوست کو دانیال کے باپ نے گرفتار کروا دیا تھا اور عبید کو رہائی اسی بات پر ملی تھی کے وہ ہر بار بلانے پر تھانے ضرور آئے گا۔۔

مگر آج جب وہ تینوں وہاں گئے تو اے ایس پی رحیم یار خان کے کیبن میں پہلے سے ایک آدمی موجود تھا ، جو دیکھنے میں کافی رئیس معلوم ہوتا تھا۔۔البتہ سر کے بال آدھے اڑے ہوئے تھے اور باقی بچے ہوئے بھی سفید تھے۔۔

"ارے آہیں سر آپ ہی کا انتظار تھا مجھے"۔۔ابا کے اندر داخل ہوتے ہی وہ اختراماً اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا ، انکے کے لیے کرسی کھینچ کر خود نکالی اور انہیں وہاں بیٹھا دیا۔۔وہ دونوں پیچھے ہی کھڑے رہے۔۔

"سر ان سے ملیے یہ ہیں کمال احسن صاب شہر مشہور بزنس مین"۔۔رحیم ابا کو اس آدمی کے بارے میں بتانے لگا تو وجدان بے اختیار ہی اسکی جانب مڑ گیا۔۔پتہ نہیں کیوں مگر اس آدمی کا اس وقت وہاں موجود ہونا اسے کھٹک رہا تھا۔۔

"تو بات یہ ہے سر۔!"اے ایس کی آواز پر وہ واپس اسکی جانب مڑا۔۔جس کی اگلی بات واقعی ہی مشتبہ تھی۔۔

"یہ جو کیس آپ کے بیٹے پر بنا ہے یہ بہت بڑا کیس ہے آپ کی ساری جمع پونجی ختم بھی ہو جائے تب بھی آپ اپنے بیٹے کو بچا نہیں پائیں گئے"۔۔رحیم کی بات پر ابا بے چین سا پہلو بدل کر گویا ہوئے۔۔

"ایسا مت کہو بیٹا جب میرے بیٹے نے کچھ کیا نہیں تو اسے کس بات کی سزا ملے گی"۔۔

"سر آپ جانتے ہیں یہاں کا قانون کیسا ہے ، میں بھی کچھ نہیں کر سکتا ، گم شدہ لڑکے کا باپ منسٹر ہے شہر کا , میرا اس کیس میں کوئی اختیار نہیں ہو گا"۔۔

وہ ہر متوقع طریقے سے مصطفی صاب کو مزید ڈرا رہا تھا ، عبید اور وجدان بھی اب قدرے پریشان سے ہو گئے تھے۔۔

"کوئی تو طریقہ ہو گا نا"۔۔مصطفی بے چارے اس بار مزید نڈھال سی آواز میں بولے تو اے ایس پی میز پر تھوڑا آگے جھکا ، جس بات کی تمہید اسنے باندھی تھی وہ اسے اب کرنی تھی۔۔

"وہی طریقہ بتانے کے لیے تو آپ کو بلایاہے"۔۔مصطفی نے یک مشت چہرا اٹھائے رحیم کو دیکھا۔۔

"احسن کمال صاب آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں وہ اس کیس سے آپ کے بیٹے کو نکال لیں گے آپ کو صرف انکی ایک شرط ماننی ہے"۔۔

"کون ہی سی شرط میں سب ماننے کو تیار ہوں بس میرے بیٹے کو اس کیس سے نکال بچا لیں"۔۔ابا بنا سوچ سمجھے بولتے چلے گئے وجدان نے ٹوکنا چاہا مگر وہ چاہ کر بھی ٹوک نہیں پایا۔۔اسے اب سچ میں کسی گڑ بڑ کا گمان گزر رہا تھا۔۔

"آپ کو اپنے بیٹے کی شادی میری بیٹی سے کروانی ہے"۔۔وہ سوٹ والا آدمی پہلی بار بولا اور کیبن میں موجود ساری ہوا جیسے ختم ہو گئی۔۔

وجدان کی نظریں بے اختیار عبید پر جا ٹکیں ، جسکا نکاح چند سال پہلے ہی خالہ زاد سے ہو چکا تھا۔۔اور وہ اسے دل وجان سے پسند کرتا تھا۔۔

"عبید کا نکاح تو ہو چکا ہے۔۔میں کیسے اسکا نکاح کہیں اور کروا دوں"۔۔ مصطفی صاب کو سمجھ ہی نہیں آیا کے وہ کیا کہیں۔۔

سوٹ والا آدمی قدرے حیرت سے پیچھے کھڑے عبید کو تکنے لگا اور پھر اچانک ہی اسکی نظر وجدان کی جانب اٹھی۔۔

"یہ دوسرا لڑکا بھی تو آپ ہی کا بیٹا ہے"۔۔اب کی بار وجدان کو اصل جھٹکا لگا تھا۔۔اور ابا چونک کر اس آدمی کو دیکھنے لگے۔۔جسکے چہرے پر قابل فہم تاثرات تھے۔

"میرا ہی بیٹا ہے مگر یہ۔۔!"۔۔وہ کہتے کہتے رک سے گئے، کے یہ تو ایک نمبر کا اناڑی ہے اسکی شادی وہ ایک امیر کی لڑکی سے کیسے کروا سکتے ہیں؟؟۔۔

""آپ ہی کا بیٹا ہے تو اسی کی شادی کروا دیں میرے بیٹی کے ساتھ"۔۔اس آدمی کا انداز لیا دیا سا تھا۔۔وجدان کو سر پر آسمان گرتا محسوس ہو رہا تھا۔۔اسکے خواب کچھ اور تھے شادی کا خیال بھی کبھی اس کے دل میں نہیں آیا تھا۔۔

"آپ کے پاس ایک چوبیس گھنٹے ہیں کل شام کو مجھے جواب چاہیے ورنہ آپ خود اس کیس کو حل کر لیں"۔۔کمال احسن اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتے کھڑا ہوا چند لمحے وجدان کو گھورا اور اسی اٹھی گردن کے ساتھ باہر نکل گیا۔۔

اس کے جانے کے بعد رحیم نے بھی ابا کو کافی دیر سمجھایا اور واپس گھر آنے کر بعد مصطفی پہلی بار وجدان کے سامنے گڑگڑا کر روئے ، ایک مجبور باپ کی طرح اپنے بیٹے کی زندگی بچانے کی اس سے التجائیں کیں ۔۔

وہ وجدان مصطفی جو آج تک کسی دشمن کی التجا کبھی رد نہ کر سکا تھا وہ باپ کی التجا کیسے رد کرتا اسنے اس بار میں ہار مان لی اور اس وقت وہ اس کمرے میں موجود ابا کا مان رکھ رہا تھا۔۔

مولوی نے تیسری بار کلمات دوہرائے اور اسنے آنکھیں میچ کے اپنے خوابوں پر مٹی ڈال دی۔۔

"قبول ہے۔۔!"۔۔نہ جانے اس وقت اس میں یہ سب کرنے کی ہمت کہاں سے آئی۔۔

مگر اسکے قبول ہے کہتے ہی کمرے میں مبارک باد کی صدائیں گونج اٹھیں ، عبید نے کس کر اسے گلے لگا لیا جس کی وجہ سے اسکی زندگی برباد ہونے سے بچ گئی تھی۔۔

اسکے گرد بہت کچھ ہو رہا تھا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں سب یہاں وہاں کاموں میں مصروف ہوئے تو وہ میکانکی انداز میں چلتا احسن کمال کے پاس آ رکا جو اس وقت اسے تنہا کھڑے نظر آئے تھے۔۔

"آپ نے یہ سب کیوں کیا ؟؟ "وجدان کی آواز بھاری تھی اور آنکھیں رات کو جاگنے کی وجہ سے سرخ تھیں۔۔کمال احسن نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔وہ غصے میں لگتا تھا۔۔

"دیکھو وجدان میں بتا چکا ہو سب"۔۔انہوں نے نرمی سے اسکے کندھے پر ہات رکھا جیسے اگلے ہی پل اسنے جھٹک دیا۔۔

"وہ کہانی نہیں مجھے اصل کہانی بتائیں کمال صاب کیوں کے میں جانتا ہوں آپ جیسے بڑے لوگ بنا مطلب کے تو گھر میں ملازم تک نہیں رکھتے"۔۔

وجدان کا لہجہ اپنے آپ ہی سخت ہو گیا۔۔کمال احسن نے چند لمحے رک کر اسے دیکھا اس پل وہ ایک عام سا لڑکا نہیں معلوم ہوتا تھا۔۔ایک لمحے میں وہ جان چکے تھے کے یہ سچ سنے بغیر نہیں مانے گا انہوں نے گہری سانس لیتے کہنا شروع کیا۔۔

"حیدر قریشی میرا روایتی حریف ہے ، اسکا بیٹا میری بیٹی کو پھسنا چاہتا تھا جب وہ اسکی جال میں نہیں پھنسی تو اسنے اسکی چند ویڈیوز کو ایڈیٹ کر کے اسے بلیک میل کرنا شروع کر دیا نیہا تب بھی نہیں مانی ، اور اسکے باپ کو جا کر سب بتا دیا۔۔

حیدر نے نیہا کی مدد تو نہیں کی مگر اس ساری بات کی بناء پر اسنے اپنے ہی بیٹے کو کہیں بھیج کر الزام مجھ پر لگا دیا کے میں نے اسکا بیٹا اغواء کیا اور میڈیا میں یہ خبر پھیلا دی کے میری بیٹی کے اسکے بیٹے کے ساتھ تعلقات تھے۔۔جسکی دشمنی کمال احسن نے اسطرح نکالی۔۔

مجھے میری عزت کی پرواہ نہیں تھی وجدان بس میری بیٹی بدنام ہو رہی تھی ، اور مجھے اسے بچانا تھا تب ہی مجھے تم لوگوں کا علم ہوا اور میں نے اس ایک شادی کے ذریعے تمہارے بھائی کو بھی بچا لیا اور اپنی بیٹی کو بھی ، تم بتاو کیا میں نے کچھ غلط کیا ؟؟"۔۔

آخر میں وہ نم شدہ آنکھیں لیے وجدان سے سوال کر رہے تھے اور وہ مارے شرمندگی کے سر جھکا گیا۔۔وہ بس ان سب کی مدد کر رہے تھے جیسے اسکے ابا اپنے بیٹے کو بچا رہے تھے ویسے ہی وہ بھی اپنی بیٹی کو بچا رہے تھے۔۔

اور انہوں نے شادی کا ہی تو کہا تھا کون سا گناہ کیا تھا۔۔وجدان کا دل بالکل صاف ہو گیا۔۔اب وہ مطمئن ہو گیا تھا۔۔۔

اسکی شادی کوئی ڈریم ویڈنگ نہیں تھی جلدی میں ہی اماں نے ایک کمرا بہو کے لیے سیٹ کروا دیا تھا جہیز لینے سے ابا نے انکار کر دیا تھا مگر نیہا کی سہولت کے لیے کمال احسن نے اسکے کمرے کے لیے ایک بیڈ اور اے سی فوری طور لگوا دیا تھا۔۔

ابا نے بس یہی سوچ کے انکار نہیں کیا کے وہ محلوں میں پلی لڑکی یہاں ایک چھوٹے گھر کی گرمی میں نہیں رہ پائے گی۔۔

سب اتنا جلدی میں ہوا تھا کے اسے اس منہ دیکھائی کا تحفہ خریدنے کا وقت ہی نہیں ملا تھا۔۔وہ تو اچھاہوا اماں نے اسے اپنے جہیز کے کنگن ہاتھ سے اتار کر ایک خوبصوت سے ڈبے میں ڈال کر دے دیئے تھے۔۔

اس وقت وہ کمرے کے وسط میں کھڑا بیڈ کے درمیان گھونگٹ میں بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا جو نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی زندگی میں شامل کر دی گئی تھی۔۔

خیر سر جھٹکتا وہ اس تک آیا۔۔گلا کھنگھار کر اسنے سلام کیا تو جواب ایک خوبصورت سی آواز میں اسے سنائی دیا۔۔

وجدان نے ہچکچاتے اسکا گھونگھٹ پلٹ دیا۔۔اور سب سے زیادہ شاک اسے اس وقت لگا تھا۔۔کیوں کے یہ وہی لڑکی تھی جو اس جمعے راستے میں اس سے ٹکرائی تھی۔۔

"تم۔۔!"۔۔وہ شاک سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔نیہا اپنی خوبصورت آنکھیں اٹھائے اسے دیکھنے لگی جو گہرے شاک میں لگتا تھا۔۔

"ہاں میں ہی ہوں ، مگر آپ چلا کیوں رہے ہیں مجھے بھی نہیں پتہ تھا کے میری شادی آپ سے ہو رہی ہے"۔۔

نیہا نے ناراضگی سے کہتے سر جھٹکا وہ شاک کا تاثر کم کرتا دوبارہ اس کے پاس بیٹھا۔۔

"اگر پتہ ہوتا تو شادی نہ کرتی کیا ؟؟" وجدان کو اسکی ناراضگی بھری شکایت اچھی لگی تھی۔۔

"پتہ نہیں مگر تو ہو گئی شادی"۔۔وہ ویسے ہی بیٹھی رہی وجدان چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا اس دن جتنی وہ اسے معصوم لگی آج اتنی ہی بچکانہ لگ رہی تھی۔۔اوپر سے اسکا عروسی سنگھار اسے سج میں کسی حور جیسا دکھا رہا تھا۔۔

وجدان نے اس دن اس سے ملنے کی بعد بس دل میں ہی اسکی خواہش کی تھی مگر وہ کہاں جانتا تھا کے اسکی یہ خواہش یوں پوری کر دی جائے گی۔۔

"ہاں شادی ہو تو گئی ہے اب نبھانی تو پڑے گی نیہا وجدان"۔۔وجدان نے شرارت سے کہتے اسکا ہاتھ تھام کر کنگن پہنا دیئے وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو اب مسکرا رہا تھا۔۔

نیہا کمال احسن نے زندگی میں پہلی بار کسی مرد کی آنکھوں میں اپنے لیے یوں محبت دیکھی تھی۔۔وہ مسکرا کر سر جھکا گئی۔۔

ایک اچانک ہوئے فیصلے نے انکی زندگی پلٹ دی اور انکی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔۔

Welcome in to prime urdu novels & publications.

پرائم اردو ناولز میں خوش آمدید۔

پرائم اردو ناولز میں بحیثیت لکھاری شمولیت اختیار کریں اور اپنی تحریروں، ناولز، افسانوں کا پی ڈی ایف لنک حاصل کریں۔اور دنیا بھر میں ہماری ویب سائیٹ کے لاکھوں قارئین تک اپنی تحریر ایک کلک میں پہنچائیں۔

اگر آپ اپنی تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو خصوصی ڈسکاؤنٹ پر آپ کی مرضی کی تعداد میں کتابیں بنا کر دیں گے۔

ہمارے گروپ میں اپنی تحریر اپنے پیج لنک کے ساتھ پوسٹ کریں اور اپنے پیج کی پروموشن کے لئے اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

اپنے پیج پر ہماری ویب سائیٹ کا پی ڈی ایف لنک شیئر کر ک اپنے ریڈرز کو پی ڈی ایف سے آف لائن ناولز پڑھنے کی سہولت فراہم کریں۔

اپنے ناولز کو ویبسائیٹ کے ساتھ ساتھ دیگر سٹریمنگ پلیٹ فارمز جیسے یو ٹیوب پر بھی پڑھنے کی سہولت فراہم کریں اپنے ریڈرز کو۔

اپنی تحریروں کے لئے دیدہ زیب اور دلکش ٹائٹل اور پروموشنل پوسٹ بنوانے کے لئے ہمارے گرافک ڈیزائنر کی خدمات مفت حاصل کریں۔

اگر آپ کو اپنی تحریروں کو لکھنے میں راہنمائی کی ضرورت ہو تو ہماری ٹیم میں موجود سینئر لکھاری آپ کو مکمل راہنمائی فراہم کریں گے۔

تو پھر دیر کس بات کی، ابھی ہمارے گروپ کو جوائن کریں اور اپنی تحریر پوسٹ کریں اور ہماری ٹیم کا حصہ بن جائیں۔کیوں کہ ہم اپنے سب لکھاریوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے ہمیں میسنجر پر انبکس کریں یا واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔

Whatsapp : 03335586927

Prime Urdu Novels Group Link

https://www.facebook.com/groups/517883045059344/

عبید پر سے کمال احسن نے کیس کیسے ختم کیا یہ کوئی نہیں جانتا تھا مگر اسکے بعد پولیس والوں نے کبھی بھی دوبارہ انکے گھر کا رخ نہیں کیا تھا۔۔

شروعات میں تو سب درست چلتا رہا، مگر اب وجدان کے سر پر نیہا کی ذمہ داری تھی اس لیے وہ امتحانات کے بعد نوکری کی تلاش میں بھی سرگرم تھا، یہاں پر بھی کمال احسن نے اسکی مدد کی تھی اسکی نوکری ایک دوسرے شہر میں لگوا دی تھی۔۔

اس لیے وہ نیہا کو ساتھ لیے وہیں شفٹ ہو گیا۔۔

شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی نیہا کے امید سے ہونے کہ خبر نے وجدان کی زندگی کو مزید حیسن بنا دیا۔۔

اماں بھی انکے پاس چلی آئیں اسکی تنخواہ اچھی تھی اس لیے اسنے ایک ملازمہ بھی اسکے لیے رکھ دی تھی۔۔

بل آخر وہ دن بھی آیا جب نیہا نے دو جڑواں بچوں کو جنم دیا، وہ اس دن اتنا خوش تھا کے اسکی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔۔

بیٹا اور ایک بیٹی رحمت اور نعمت اسے ایک ساتھ دونوں سے نواز دیا گیا تھا، کیا اس سے خوش نصیب بھی کوئی ہو سکتا تھا بھلا ؟؟۔۔

دن رات وہ اللہ کے حضور اس بات کا شکر ادا کرتا تھکتا نہیں تھا۔۔اسکے دونوں بچے بڑے ہو رہے تھے وہ بولنا اور چلنا سیکھ رہے تھے۔۔

مگر وہ کہاں جانتا تھا کے اسکی ان خوشیوں کو کسی کی نظر لگنے لگی ہے، اور یہ سب ختم ہونے والا ہے ۔۔

وہ ایک تاریک سی رات تھی جب وہ کام کی زیادتی کی وجہ سے گھر دیر سے آیا تھا،اماں بھی واپس جا چکیں تھیں اس لیے نیہا آجکل اکیلی تھی۔۔اسنے گھر کی حفاظت کے لیے ایک سکیورٹی گارڈ لیا تھا جو آج اسے گیٹ پر ہی بے ہوش پڑا ملا۔۔وہ پریشان سا اس تک آیا کافی دیر جگانے کے بعد بھی جب وہ نہ اٹھا تو اسے نیہا اور بچوں کی فکر ستانے لگی وہ اندھا دھند اندر کی جانب بھاگا، لاونج کی حالت بکھری پڑی تھی، ہر چیز الٹا کے رکھ دی گئی تھی، وہم اور حدشات اسے بری طرح جھنجھوڑ رہے تھے

وہ تیزی سے بیڈ روم کی جانب آیا، نیہا کہیں نہیں تھی، ساتھ میں وہ اسے آوازیں بھی دے رہا تھا
۔۔

کمرے میں وہ جیسے ہی آیا تو اسکے بدترین خدشات کی تصدیق ہو گئی تھی۔۔"خون۔۔۔!"پورے کمرے میں انسانی خون تھا اسکے بچوں کے کے گلے بے دردی سے کاٹ دیئے گے تھے۔۔

اس سے زیادہ ہولناک منظر شاید ہی کبھی وجدان نے اپنی زندگی میں دیکھا ہو گا، اسکے معصوم بچے خون میں نہائے فرش پر پڑے تھے۔۔

وہ دیوانہ وار ان تک آیا ایک ساتھ دونوں کو اٹھایا اور پہلی بار اسکے اٹھا لینے پر بھی بچے بے حس و حرکت ہی رہے۔۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا"۔۔وہ شدت غم سے چلا دیا۔۔نہ جانے کتنی ہی دیر وہ یوں ہی چلاتا رہا، اسے ہوش نہیں آ رہا تھا، چند لمحوں بعد لاونج سے جب بولنے کی آوازیں سنائی دیں تو اسے نیہا کی فکر بھی ستانے لگی۔۔بچوں کو یوں ہی سینے سے لگائے وہ باہر کی جانب بھاگا۔۔

نیہا سامنے لاونج میں کھڑی تھی، اسکی حالت بے حد خراب تھی بال بکھرے تو چہرے پر جا بجا زخموں کے نشان تھے۔۔ایسا لگتا تھا کے کسی نے اسے بے دردی سے مارا ہو۔۔

"نیہا یہ کیا ہوا کس نے کیا یہ سب ؟؟" وجدان بے اختیار اسکے پاس گیا تھا۔۔اسے زندہ دیکھ کر اس کی آدھی زندگی واپس آئی تھی مگر اگلے ہی لمحے نیہا نے ایک روز دار تھپڑ اسے کھینچ کے مارا تھا۔۔

اور وجدان مصطفی زندگی میں پہلی نیند سے جیسے جاگا، نیہا سامنے کھڑی چلا رہی تھی۔۔

"یہ کیا کر دیا تم نے وحشی انسان مجھے مارتے تھے تو ٹھیک تھا مگر آج تم نے اپنے ہی بچوں کو مار ڈالا --یہ کیا کر دیا تم نے ؟؟ "

وہ اپنے بال نوچ رہی تھی ، اور وہ سکتے میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔نیہا کا یہ والا چہرا اسنے پہلی بار ہی تو دیکھا تھا۔یا شاید اسنے نیہا کو ہی پہلی بار دیکھا تھا۔۔

اپنے بچوں کو مردا پانے کا صدمہ اور پھر انکے قتل کے الزام کا صدمہ اس قدر بھاری تھا کے اسکا دماغ اس وقت بالکل سن ہو گیا۔۔نیہا نے پولیس کو بھی بلایا لیا تھا اور پھر اس انسان کو جس نے کبھی اونچی آواز میں اپنی بیوی سے بات تک نہیں کی تھی اسے اپنی بیوی پر تشدد اور اپنے ہی بچوں کو بے رحمی سے قتل کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔۔

سارے ثبوت اسکے خلاف تھے ، مگر مصطفی صاب جانتے تھے کے وہ بے گناہ ہو گا اس لیے انہوں نے مقدمہ دائر کر دیا تھا۔۔

اس کیس پر شروعات سے تحقیق ہوئی اور جو کہانی سامنے آئی اسنے سب کو بتا دیا کے ایک عورت کا شر کسی کو بھی با آسانی تباہ کر سکتا ہے۔۔

اس کہانی میں دو لڑکیاں تھیں ایک نیہا اور دوسری شانزے ، جو واحد لڑکی تھی جو وجدان کو کو بچا سکتی تھی مگر اس کا کسی کو کوئی علم نہیں تھا۔۔

قتل کا کیس وجدان پر اس ویڈیو کے ذریعے اور بھی مضبوط ہو گیا تھا جسمیں تقریباً اسی کی عمر کا آدمی اسکے بچوں کو قتل کرتا دیکھائی دے رہا تھا، پہلے اسکا چہرا واضح نہیں تھا مگر اگلے فوٹیج میں جہاں وہ بچوں کو گلے لگا رہا تھا تب اسکا چہرا واضح تھا، یہ ویڈیو ایڈیٹنگ کا کمال تھا۔۔

اور باقی کی کسر نیہا نے میڈیا میں دکھیاری بن کر بن پوری کر دی تھی اسکے ساتھ حقوق نسواں ادارے کی بڑی بڑی خواتین شامل ہو گئیں تھیں اسے مارننگ شوز میں بلا کر اسکی دکھ بھری کہانی دنیا کو سنائی جا رہی تھی۔۔

ایک بار پھر مرد ظالم اور عورت مظلوم ثابت کر دی گئی تھی، عدالت پر عدالت سجتی رہی اور ہر بار وہ ثبوت نہ ہونے کی بنا پر مزید الجھتا رہا۔۔

آج اسکے کیس کی آخری تاریخ تھی اور اب یقین ہو چلا تھا کے اسے سزا مل کر ہی رہے گی مگر معجزا ایک بار پھر ہوا جب شانزے ابراہیم عین فیصلے کے وقت عدالت پہنچی تھی۔۔

"جج صاب یہ ہماری گواہ ہیں جنہیں ہم پیش کرنا چاہتے ہیں"۔۔دفاعی وکیل کوئی اور نہیں عبید ہی تھا ۔۔جو اپنے بھائی کا کیس لڑ رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے گواہ عدالت گواہ کو پیش کرنے کی اجازت دیتی ہے"۔۔

جج کے کہنے پر باب کٹ بالوں والی شانزے وٹنس باکس میں آن کھڑی ہوئی، قرآن پر ہاتھ رکھوا کر اسے خلف لیا گیا۔۔

"جی تو آپ کیا جانتی ہیں اس کیس کے بارے میں؟؟"۔۔جج صاب اسکی جانب مڑے اس سے پوچھنے لگے۔۔شانزے نے ایک تیز نظر مظلوم بنی بیٹھی لڑکی پر ڈالی۔۔جس کی آنکھوں اس وقت ڈر حیرت اور نہ جانے کون کون سا تاثر تھا۔۔

شانزے نے نظریں اس پر سے ہٹا لیں اور جج کی جانب مڑتے کہانی شروع سے شروع کی۔۔۔

"میرا نام شانزے ابراہیم ہے اور میں نیہا کی دوست ہوں بچپن سے اس کے ساتھ رہی ہوں مگر میں نہیں جانتی تھی کے یہ اس قدر گھٹیا عورت نکلے گی۔۔

ہماری دوستی بہترین تھی مگر ساری گڑبڑ تب ہوئی جب نیہا کو اس دانیال نامی لڑکے سے محبت ہوئی تھی ، اور آہستہ آہستہ نیہا اسکی محبت میں ساری حدیں عبور کرتی چلی گئی۔۔

مجھے پہلے معلوم نہیں ہو سکا کے ان کے بیچ ناجائز رشتے بھی قائم ہیں مجھے تو تب پتہ چلا جب نیہا نے مجھے اپنے ماں بننے کے بارے میں بتایا وہ ایک مہینے سے پرگنینٹ تھی اور دانیال شادی سے انکاری کا ، نیہا کے ضد کرنے پر اسنے وہ سب تصاویر اور ویڈیوز پبلک کرنے کی دھمکی دے دی جو بند کمروں کے اس پار نیہا سے چھپ کر بنائی گئیں ، کیوں کے وہ شریف خاندان کی لڑکی تھی اس لیے بدنامی کے ڈر سے وہ مجھ سے مدد چاہتی تھی۔۔

کیوں کے میں اس وقت پولیس کی ٹریننگ لے رہی تھی اور نیہا میری دوست تھی اس لیے میں نے اسکی مدد کی ، اس لڑکے دانیال کو ہم نے کلب سے اٹھا لیا ، اگلی صبح جب اسے ہوش آیا تو میں نے اس لڑکے سے ویڈیوز واپس لینی چاہیں مگر وہ دینے سے انکار کر رہا تھا ، اسے ڈرانے کے لیے میں بابا کا پستول ساتھ لے گئی تھی ، جو اسنے بڑی چالاکی سے مجھ سے چھین لیا۔۔میں نے پستول واپس کھینچنا

چاہا تو اسی ہاتھا پائی میں گولی چلی۔۔اور دانیال کے سر کے پچھلے حصے میں لگی ، وہ اگلے ہی لمحے پورے قد کے ساتھ نیچے گرا تب میں نے دیکھا کے دروازے میں نیہا پستول تھامے کھڑی تھی۔۔

گولی اس نے چلائی تھی ، اسکے چہرے پر کوئی ڈر نہیں تھا ، کمرے میں خون پھیلتا جا رہا تھا ، شاک کے عالم میں، میں نے دانیال کی نبض چیک کی وہ مر چکا تھا۔۔

اسکے آگے سارا کام نیہا کے فادر نے کیا تھا ، دانیال کی لاش انہوں نے ایک گاڑی سمیت کھائی میں پھینکوا دی ، اور وہ ایک حادثہ بن کے رہ گیا۔۔اب مسئلہ نیہا کے پریگنینٹ ہونے کا تھا ڈاکٹر نے ابارشن ایک رسکی عمل بتایا دیا تھا اسی دوران انہیں عبید کا علم ہوا ، جو بے مقصد ہی اس کیس میں گھسیٹا جا رہا تھا۔۔

کمال احسن صاب نے عبید کی فیملی کا پتہ کروایا تو معلوم ہوا کے وہ عام لوگ تھے ، اس لیے انہیں ہی پھنسایا گیا ، کیس میں عبید ملوس تھا مگر وہ شادی شدہ تھا اس لیے اس لیے وجدان سے نیہا کی شادی کروا دی گئی۔۔اوراسکے بدلے عبید کو کیس سے بری کرنے کی بشارت سنا دی گئی۔۔

جو ویسے بھی دانیال کے حادثے کی کنفرمیشن کے بعد اس پر سے ختم ہو جانا تھا مگر یہ بات مصطفی صاب نہیں جانتے تھے"۔۔

"اگر آپ سب جانتیں تھیں تو یہ سب کیوں ہونے دیا ؟؟ "جج صاب کے پوچھنے پر اسے رکنا پڑا تھا

۔۔

کمرہ عدالت میں سب ہی حیران چہرے لیے اس لڑکی کو سن رہی تھے حقوق نسواں کی خواتین اب بری طرح نیہا کو گھور رہیں تھیں۔۔ان وقت اور پیسہ دونوں برباد ہو چکے تھے۔۔

"میں نے وہ سب اسی لیے چھپایا یور آنز کے مجھے یہی بتایا گیا تھا کے وجدان کے گھر والوں کو ساری بات بتا دی گئی ہے۔۔نیہا بھی ڈری ہوئی تھی بقول اس کے وہ دانیال کو مارنا نہیں چاہتی تھی وہ بس مجھے بچا رہی تھی۔۔اور بچاو میں کیا قتل قتل نہیں ہوتا۔۔اس لیے میں خاموش ہو گئی۔۔

اسکے بعد میری چھٹی ختم ہو گئی اور مجھے دوبارہ ٹرینگ کے لیے جانا پڑا ، نیہا کی شادی میں بھی میں شریک نہیں ہو سکی تھی۔بعد میں آکر جب مجھے پتہ چلا کے نیہا اب خوش ہے اور وجدان نے بھی اسے اپنا لیا ہے تو میں بے حد خوش ہو گئی۔۔لیکن مجھے کیا پتہ تھا کے نیہا نے یہ شادی ہی اُن، " اَن وانٹیڈ" بچوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے کی تھی"۔۔

شانزے ابراہیم نے ہمدردی سے کٹہرے میں کھڑے وجدان کو دیکھا، جو اس سب میں پہلی بار شاکڈ نظر آ رہا تھا۔۔

(نیہا کے ہاں پری میچور ڈیلوری ہوئی تھی ، ڈاکٹرز نے وجہ ماں کی حالت بتائی تھی مگر حیرت انگیز طور پر بچے صحت مند تھے۔۔جو عموما سات ماہ بعد پیدا ہونے والے بچے نہیں ہوتے۔۔۔وجدان تب بھی نہیں سمجھا تھا اسنے بس اللہ کا شکر ادا کیا تھا کیوں کے وہ خوش تھا۔

مگر اب ساری بات سمجھ میں آ رہی تھی)۔۔

"نیہا جیسی لڑکی کبھی بھی وجدان جیسے معمولی لڑکے کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی اس لیے چند دن بعد ہی اسنے ایک نیا بوائے فرینڈ بنا لیا"۔۔

شانزے کے اس انکشاف پر نیہا بھی حیران رہ گئی کیوں کے یہ کہانی تو کسی کو بھی معلوم نہیں تھی۔۔
مگر شانزے اسکی پرواہ کیے بغیر کہتی جا رہی تھی۔۔
"اسکے بعد اس نے اور اس لڑکے نے مل کر بچوں کو مار دیا اور سارا الزام وجدان پر ڈال دیا۔۔کیوں کے اسے مشہور بھی ہونا تھا اور مظلوم بھی بننا تھا اس لیے میڈیا کے سامنے اسنے سب جھوٹے بیان دینے شروع کیے اور نتیجہ سب جانتے ہیں وہ مظلوم ثابت ہو گئی"۔۔۔اس بات پر آ کر شانزے کی آواز تلخ ہو گی وہ غصے میں نیہا کو نظروں سے ہی جلا ڈالنا چاہتی تھی۔۔جب جج نے اگلا سوال کیا تھا۔۔
"وہ ویڈیو جو عدالت میں پیش کی گئی تھی اسمیں تو ملزم ہی قتل کرتے دیکھائی دے رہے ہیں"۔۔
جج کے سوال پر شانزے نے کندھے سے لگے بیگ میں ہاتھ ڈالتے ایک یو پی ایس ڈیوائس نکالی ، اور سامنے کھڑے عبید کو تھما دی۔۔
"جو ویڈیو عدالت میں پیش کی گئی تھی وہ ایڈیٹڈ تھی اصل ویڈیو میری گواہ کے پاس تھی جسکو نشر کرنے کی اجازت چاہیں گے"۔۔عبید نے مسکرا اجازت چاہی اور جج نے اجازت دے دی۔۔
ویڈیو پراجیکٹر کی مدد سے نشر کی گئی اور عدالتی کمرے میں بیٹھے ان چند لوگوں پہلی بار ایک ماں کو اس قدر وحشی ہوتے پایا۔۔
بچوں کا قتل کرتے وقت نیہا وہیں موجود تھی۔۔اور ایک لمحے کے لیے بھی اسکی آنکھوں میں رحم نہیں آیا تھا۔۔لوگوں نے توبہ پڑھ لی ، حقوق نسواں کی عورتوں نے کانوں کو ہاتھ لگا لیے تھے۔۔نیہا جیسی بے رحم عورت آج تک ان سب نے بھی نہیں دیکھی تھی۔

"یہ ویڈیو صرف اس لیے ریکارڈ کی گئی تھی کے بعد میں اسے ایڈٹ کر کے چہرا وجدان کا لگا دیا جائے"۔۔

ویڈیو کے ختم ہونے کے بعد عبید دوبارہ جج سے مخاطب ہوا۔۔جج نے قلم اٹھا کے سامنے رکھے صفحے پر کچھ پوائنٹ نوٹ کیے۔۔اور دوبارہ شانزے کی جانب مڑے۔۔

"آپ کو اس سب کے بارے میں اگر پتہ تھا تو گواہی دینے میں اتنی دیر کیوں کی ؟؟"

"کیوں کے جج صاب اسی مہینے میری پاسنگ آوٹ تقریب تھی پہلے میں وہاں مصروف رہی اور پھر جب یہاں جوائنگ دی تو یہ کیس میری نظر سے گزرا ، معاملہ میری دوست کا تھا تو چھان بین بھی میں نے خود کی ، کل ہی مجھے اس ویڈیو کے بارے میں علم ہوا تھا ، اور اسے نکلوانے میں وقت لگ گیا۔میں بنا ثبوت کے آنا نہیں چاہتی تھی اور ثبوت مجھے ابھی ایک گھنٹہ پہلے ہی ملا تو میں بنا کسی دیر کے یہاں آگئی۔۔مسٹر عبید کو میں نے ہی تین دن پہلے کال کر کے گواہی دینے کے لیے کہا تھا ۔۔اس لیے وہ عدالت سے وقت مانگ رہے تھے"۔۔

شانزے ابراہیم کی باتوں نے پورے کورٹ میں کھل بلی مچا دی تھی وجدان کے بجائے اب پولیس اہلکار نیہا کو گھیرے میں لیے کھڑے تھے۔۔

"اگر یہ اتنے ہی سچے ہیں تو پہلے ہی اس لڑکی کا نام کیوں نہیں بتایا ؟؟" پرسیکیوٹر آگ بھگولہ ہوتے چلائے۔۔

البتہ عبید اب کافی مطمئن تھا۔۔

"جج صاب کیوں کے یہ ہائی پروفائل کیس تھا اسی لیے میں نہیں چاہتا تھا کے میرے گواہ کو عدالت میں آنے سے پہلے ہی کہیں غاہب کروا دیا جائے اس لیے ہم نے نام نہیں بتایا"۔۔

بہت سکون سے اسنے یہ آخری وار کیا تھا اور دشمن کے پاس مزید کو حربہ نہیں بچا تھا۔۔

جج کے کہنے پر نیہا کو حراست میں لے گیا تھا اور ختمی فیصلے کے لیے عدالت آدھے گھنٹے کے لیے برخاست کر دی گئی تھی۔۔

"تم ٹھیک ہو وجدان ؟؟" عبید نے اسے گم صم سا پایا تو اسکے پاس چلا آیا اس وقت اسے لیے اپنے کیبن میں موجود تھا۔۔

شانزے ابراہیم بھی اب وہیں موجود تھی۔۔جس سے وہ باقی کی ڈیٹلیز لے رہا تھا۔۔

"کوئی اس قدر بے رحم کیسے ہو سکتا ہے بھائی وہ بھی ایک ماں؟؟"۔۔وجدان کی آواز میں لرزش سی تھی۔۔اور آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسوں ، باقی سب کے لیے وہ ویڈیو ایک ثبوت تھا مگر وجدان کے لیے تو ساری زندگی کی اک سزا تھی۔۔

بھلے ہی نیہا نے اس پر الزام لگائے تھے مگر اسے ایک تسلی تھی کے شاید اپنے بچوں کو اسنے نہیں مارا ہو گا ، مگر آج وہ برہم بھی ٹوٹ گیا تھا۔۔

"بھلے ہی وہ مجھے چھوڑ دیتی بھلے ہی وہ مجھ سے طلاق لے لیتی میں خوشی سے دے دیتا مگر اسے بچوں کو نہیں مارنا چاہیے تھا عبید بچوں کو نہیں"۔۔

تین ماہ بعد اسکے صبر کا بندھ ٹوٹا تھا اور وہ عبید کے گلے لگا بلک بلک کر رونے لگا۔۔عبید کے پاس اس وقت اسے تسلی دینے کے لیے بھی الفاظ نہیں تھے ، وجدان جیسے حساس انسان کے ساتھ یہ سب نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔

ان دونوں سے تھوڑی دوری پر بیٹھی شانزے ابراہیم نے آنکھوں کے بھیگ چکے کنارے صاف کیے ، اسنے اپنی زندگی میں بہت سے مرد دیکھے دیکھے تھے مگر وجدان جیسا کوئی نہیں دیکھا تھا۔۔

وہ جانتا تھا کے جو بچے مرے ہیں وہ اسکے نہیں تھے اسکی بیوی نے اسے چیٹ کیا تھا دھوکہ دیا تھا مگر اس سب کے باوجود اسے اپنی فکر نہیں تھی وہ ان بچوں کے لیے رو رہا تھا جو اسکے کبھی تھے ہی نہیں ۔۔کیا ایسے انسان بھی آج کی دنیا میں پائے جاتے تھے ؟؟

شانزے نے تھک کر گہری سانس لی ، وجدان کو دیکھ کر انداز ہوا تھا کے معصوم لوگ اب بھی پائے جاتے ہیں اور ، دنیا میں ایسے ہی معصوم لوگوں کو عذاب جھلینے پڑتے تھے۔

کیوں معصوموں ہی ہر جگہ مظلوم بن جاتے تھے ،؟؟ اسنے خود سے سوال کیا تھا۔۔

کاش کے اسنے نیہا کی کبھی مدد نہ کی ہوتی کاش کے وہ پہلے ہی نیہا کے ارادے جان پاتی تو وہ کبھی بھی وجدان کو اس ظلم کا شکار نہیں ہونے دیتی۔۔ مگر وہ پہلے کچھ نہیں جان سکی تھی۔۔اس بات کا گلٹ اسے ساری زندگی رہنا تھا۔۔

کیوں کے وہ جانتی تھی وجدان جیسے لوگ اپنے ساتھ ہوا ظلم بھول سکتے تھے مگر اپنے سامنے ہوا ظلم نہیں بھول سکتے تھے۔۔

آدھے گھنٹے بعد عدالت دوبارہ سجی تھی مگر اس بار سچ میں عدالت ہی سجی تھی۔۔میڈیا نے باہر کہرام مچایا ہوا تھا۔۔ملزموں کے کٹھرے میں اس بار وجدان نہیں نیہا چہرے پر کرختگی سجائے کھڑی تھی۔۔
جج صاب نے اپنے ہتھوڑے کو میز پر مارتے ان سب ظاہرین کو اپنی جانب متوجہ کیا۔۔
اب فیصلے کا وقت تھا۔۔سب دل تھامے جج صاب کو سننے لگے۔۔
"تمام گواہوں اور ثبوتوں کو مد نظر رکھتے یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے وجدان مصطفی پر بے بنیاد الزام لگا کر انہیں پھسانے کی کوشش کی گئی تھی جو کے ناکام ثابت ہوئی اس لیے یہ عدالت اب انہیں ہر کیس سے بری کرتے با عزت رہائی کا حکم سناتی ہے"۔۔
ظاہرین میں بیٹھی شانزے ابراہیم اور اسکے ساتھ ہی بیٹھے مصطفی صاب نے سکون کی سانس لی تھی۔۔
" عدالت کو گمراہ کرنے، اپنے بچوں کے قتل میں ملوث ہونے اور ایک شریف انسان کو پھسانے کے جرم کے تحت ملزمہ نیہا کمال کو یہ عدالت دس سال قید با مشقت کی سزا سناتی ہے، اسی کے ساتھ عدالت بچوں کے قاتل کو گرفتار کرنے کا حکم بھی سناتی ہے ، اور جو باقی لوگ اس سب میں ملزمہ کے ساتھ ملوث تھے یہ عدالت انہیں ایک سال قید اور دس لاکھ جرمانے کی سزا بھی سناتی ہے"۔۔
جج صاب کے فیصلہ سناتے ہی کورٹ میں کھل بلی مچ گئی نیہا کو گرفتار کر لیا گیا اور اسکے ساتھ ملوث اسکے باپ کمال احسن کو بھی اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔۔

سچائی ایک بار پھر سر خرو ہوئی ساری دنیا نے دیکھا جس مرد کو پچھلے چند ماہ سے مسلسل گالیوں اور طعنوں سے نوازہ جا رہا اب وہ کیسے سرخرو ہوا تھا۔۔

سچ ہمیشہ ایسے ہی جیتا کرتا ہے ، سو جھوٹ مل کر بھی ایک سچ کو ہرا نہیں سکتے کیوں کے سچ کے ساتھ خود اللہ کی مدد شامل ہوتی ہے۔۔

ایک مہینے بعد۔۔۔

آج پھر جمعے کا دن تھا اور اس تنگ گلی میں اجتماع سا لگا تھا ، وجدان والا معاملہ اب گوسپ سیشن سے ہٹ کر تقریباً ختم ہو چکا تھا کیوں کے لوگوں کو گوسپ کرنے کے لیے نئ خبر مل گئی تھی۔۔

نیہا نے جیل کی قید سے تنگ آ کر خودکشی کر لی تھی اور کل شام ہی یہ خبر آئی تھی کے اسے گمنام ہی دفن کروا دیا گیا ہے۔۔

وجدان کو اسکی موت پر زرا بھی افسوس نہیں ہوا ، ایسے لوگ ایک دن ایسے ہی اپنے ہی زہر سے مر جایا کرتے ہیں۔۔جیسے نیہا مر گئی تھی اسی کے ساتھ اسکا قصہ بھی ختم ہوا تھا۔

وجدان نے آج سفید کرتا پہن رکھا تھا چہرے پر اب معصومیت کے بجائے سنجیدگی رہا کرتی تھی ، وہ اب پہلے جیسا نہیں رہا تھا مگر اسکے ساتھ حاداثات پہلے جیسے ہی ہو رہے تھے جیسے ابھی جب وہ باہر آیا تو اسکی جوتیاں پھر سے غاہب تھیں۔۔

سر جھٹک کے وہ گہری سانس بھر کے رہ گیا، مسجد کے باہر سے جوتیاں چرانے والے کو آج تک وہ پکڑ نہیں پایا تھا۔۔مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق وہ ننگے پیر ہی چل پڑا۔۔

"یہ کیا وجدان مصطفی آپ کو آج تک اپنی جوتیاں سنبھالنی نہیں آہیں"۔۔نسوانی آواز چند قدم چلنے کے بعد سنائی دی تو بے اختیار رک کر پلٹا۔۔حسب توقع سامنے باب کٹ بالوں والی شانزے ابراہیم ہی کھڑی تھے۔۔جسکے ہاتھ میں اسکی جوتیاں تھیں۔۔

"یہ لو پہنو"۔۔اسکے پلٹنے پر اس تک آئی جوتیاں اسکے پیروں نے پاس رکھتے جب اسنے کہا تو وجدان ہلکا سا مسکرا دیا۔۔

"پولیس والوں کو جوتیاں چرانی نہیں چاہیں ویسے"۔۔جوتیاں پہنتے اسنے لطیف سا طنز کیا تو شانزے نے باہیں آبرو اٹھا کے اسے دیکھا۔۔

"چوری نہیں کیں چور کو پکڑ کر جوتیاں واپس لائی ہیں سمجھے"۔۔وہ اترا کر کہنے لگی۔۔

"اچھا تو چور کہاں ہے"۔۔وجدان نے سچ میں گردن اونچی کرتے ممکنہ چور کو دیکھنا چاہا۔۔

"یہاں نہیں ہے میں صرف جوتیاں لائی ہوں چور کو نہیں"۔۔شانزے کندھے اچکاتی آگے چلنے لگی وہ بھی اسکے پیچھے آیا۔۔

"چور کو کیوں نہیں لاہیں ؟؟"

"میری مرضی۔۔ویسے تم کیوں چور کے پیچھے پڑے ہو ؟؟ "

"کیوں کے پرانہ اور نیا، ساری جوتیوں کا حساب لینا ہے اس سے"۔۔وجدان نے دانت پیستے چپا کر کہا تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔۔

"کون کہتا ہے تم بدل گئے ہو اب تک ویسے ہی معصوم ہو"۔۔شانزے اسکی جانب مڑ کر کہنے لگی تو وہ بھی بیچ گلی میں رک گیا۔۔

یہ لڑکی پچھلے ایک ماہ سے اس سے یوں ہی ملنے چلی آتی تھی ، اور وہ اپنی زندگی میں گھلی تلخیوں کو اسکے شوخ اور شرارتی انداز میں کہیں بھول جاتا تھا۔۔

اس پر سے سارے مقدمات ہٹائے جا چکے تھے ، پرانی نوکری چھوڑ کر دوبارہ سے اپنا شوق پورے کرنے کے بارے میں سوچا تھا۔۔

اس سب میں اسکی مدد کرنے والی اور کوئی نہیں شانزے ہی تھی اسی نے مصطفی صاب سے وجدان کے اس شوق کے بارے میں بات کی اور اس بار وہ مان گئے تھے۔۔

"تم کیوں کرتی ہو یہ سب میرے لیے ؟؟"۔۔اتنے دنوں سے دل میں مچلتا سوال اسنے پوچھ ہی لیا ۔۔مگر شانزے کے تاثرات زرا بھی نہیں بدلے۔۔

"کیوں کہ کہیں نا کہیں میں بھی خود کو تمہارا قصووار مانتی ہوں۔۔اگر میں نے نیہا کی مدد نہ کی ہوتی تو شاید وہ ایسا نہ کر سکتی"۔۔

وجدان اسے دیکھ کر رہ گیا بہت زیادہ سریس بات بھی وہ بہت ہلکے انداز میں کہہ جاتی تھی۔۔

"اوہ تو ایسی بات ہے ، ہہہم" وجدان نے شرارت سے سر دھنا۔۔شانزے تھوڑا حیران یوئی یہ انداز اسکا نہیں تھا۔۔مگر اگلی بات جو اسنے کہی وہ شاید اسنے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا ہو گا کے وجدان مصطفی اس سے یہ بات یوں کہہ دے گا۔۔مگر اسنے کہا تھا۔۔اور کچھ یوں کہا تھا۔۔

"تو پھر اس غلطی کی سزا آپ کو کیوں نہ اس صورت میں دی جائے کہ آپ میری بیوی بن کے ہمیشہ میرے لیے یہ سب کرتی رہیں"۔۔

اسکا انداز بہت خوبصورت تھا، شانزے ابراہیم جو بڑے بڑے مجرموں کی بولتی بند کرنا جانتی تھی اس وقت اسکی بولتی بند تھی۔۔

"لڑکیوں کی خاموشی کو اقرار ہی سمجھا جاتا ہے"۔۔وہ مسکرا کر کہتا ساہیڈ سے آگے نکل گیا شانزے بے اختیار اسکی جانب مڑی۔۔

"پرسوں ابا کو تمہارے گھر بھیجوں گا تیار رہنا"۔۔وہ آگے چلتے چلتے ہی کہہ رہا تھا۔۔اور شانزے جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔۔

پانچ سال بعد۔۔۔۔

یہ نشانے بازی کا انٹرنیشنل مقابلہ تھا جہاں آخری پڑاو کے لیے نشانے باز اپنے تیر کمان لیے ایک مخصوص جگہ پر کھڑے تھے۔۔کہیں میٹر دوری پر گول داہرے نما ہدف تھے جن کی ٹھیک بیچ میں نشانہ لگانا تھا۔۔

اسٹیڈیم تماشائیوں سے بھرا پڑا تھا جن میں شانزے وجدان بھی شامل تھی اور اسکا ہاتھ پکڑے اچھل اچھل کر اپنے بابا کے لیے چیئر کرتی تین سالہ لائبہ بھی تھی۔۔

وجدان نے تیر کمان بالکل آنکھوں کے سامنے سیٹ کیا تھا باہیں آنکھ بند تھی اور داہیں نشانے پر تھی ۔۔

ٹارگٹ کو ہٹ کرنے کے لیے ابھی مزید دس سیکنڈ رہتے تھے جب وجدان نے مڑ کر ایک نظر اپنی بیوی اور بیٹی پر ڈالی۔۔شانزے میں دور سے ہی بیسٹ آف لک کہا تھا۔۔اور دس سیکنڈ مکمل ہوتے ہی ان دونوں نشانے بازوں نے اپنے اپنے ٹارگٹ کو نشانہ لگایا تھا۔۔

پانچ میں سے پانچ ، وجدان مصطفی کا ہر تیر بالکل نشانے پر لگا تھا البتہ اسکے حریف کا ایک نشانہ چوک گیا تھا۔۔

اور یوں ایک اناڑی سا لڑکا جسکی کوئی پہچان تک نہیں تھی جس کو ایک عورت نے ہر طرح سے رسوا کیا تھا۔اس لڑکے نے ایک بہترین سیرت کی عورت سے شادی کر کے آج خود کو دنیا کا بیسٹ نشانے باز ثابت کیا تھا۔۔

وجدان مصطفی نے عورت کے دو روپ دیکھے تھے ایک نے اسے رسوائی دی تھی تو دوسرے نے اسے بے شمار عزت۔۔

مگر آج اپنی بیٹی کو وہ ٹرافی تھماتے ہوئے وہ یہ یقین سے کہہ سکتا تھا کے عورت کے کہیں روپ تھے اور مرد انہیں سمجھنے سے قاصر تھا۔

(کہیں دھوپ تو کہیں چھاوں ، کہیں ممتا تو کہیں قاتل۔۔عورت کا ہر روپ مکمل تھا عورت کسی بھی جذبے میں ہمیشہ اپنا بیسٹ دینا جانتی تھی)۔۔

پھر چاہے وہ نفرت ہو یا محبت۔۔!

ختم شد